مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی
رفیق اعزازی الحق

اسلام کا تصوّرِ نبوّت

قسط ۶

انبیاء کی بشری خصوصیات

انبیاء علیہم السلام بشر ضرور ہوتے ہیں، لیکن اسکا یہ مطلب سمجھنا بھی صحیح نہیں کہ وہ عام بشر کی طرح بشر اور عام انسانوں کی طرح انسان ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اتنے ممتاز بھی ہوتے ہیں کہ اگر بیک وقت دونوں پر نظر ڈالی جائے تو یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا وہ علیحدہ علیحدہ دو صنفوں کے افراد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ بشریت کے جامہ میں ملبوس ہوتے ہیں، اور بشریت کے جملہ خواص ولوازمات ان کے اندر ہوتے ہیں۔ وہ انسانوں ہی کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ انسانوں ہی کی طرح سوتے جاگتے اور شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان کو بھوک کا بھی احساس ہوتا ہے۔ بچھو اور دیگر موذی کیڑوں کے کاٹنے سے انہیں درد بھی ہوتا ہے۔ ان پر عام انسانوں کی طرح جادو کا اثر بھی ہو جاتا ہے۔ زہر کے اثرات سے بھی ان کو اسی طرح تکلیف ہوتی ہے، جس طرح ایک عام انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بعض دفعہ میدانِ جنگ میں بظاہر شکست بھی کھا جاتے ہیں، ان کے دانت بھی شہید ہوتے ہیں۔ ان کا جسم بھی زخمی ہو جاتا ہے۔ عام انسانوں کی طرح مختلف لوازمات زندگی کی ان کو فکر بھی لاحق ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ قبروں میں مدفون بھی ہوتے ہیں، لیکن دوسری طرف وہ اپنی روحانیت، پاکدامنی اور معصومیت میں عام انسانوں سے اس قدر بلند ہوتے ہیں کہ ان کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچا جا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں وہ بلاشبہ انسان اور بشر ہوتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مافوق البشری اوصاف اور خصوصیات کی وجہ سے مافوق البشر (SUPER MAN) بھی ہوتے ہیں۔ ان کا ہاتھ گو صورتاً ایک عام انسان کے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے، لیکن اُن کے ہاتھ کی انگلیوں سے کبھی پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں اور کبھی صرف ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایک اشارے سے مدینہ طیبہ سے ہٹ کر بادل اطراف کا رخ کر لیتے ہیں، اور کبھی ایک انگلی کے اشارے سے درخت اپنی جگہ سے ہٹ کر جہاں وہ چاہیں آجاتے ہیں۔ کبھی ان کے ہاتھ "یدِ بیضا" بن جاتے ہیں۔ اور کبھی ان کا ہاتھ اگر بیمار پر پھیر اجائے تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ ان میں سے بعض اثرات وقتی اور غیر اختیاری نہیں ہوتے بلکہ طبعی ہوتے ہیں۔

ان کے پاؤں گو عام انسانوں کیطرح ہوتے ہیں، لیکن ان میں کبھی یہ خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ جس پتھر پر قدم رکھتے ہیں وہ موم کیطرح نرم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ پاؤں کے نشانات اس پر پڑ جاتے ہیں۔ اور پتھر تو کیا لوہا بھی موم کی طرح ان کے آگے نرم ہو جاتا ہے اور وہ اس کو جس طرح چاہتے ہیں توڑتے موڑتے ہیں۔ کبھی پتھر اُن کے پاؤں کے نیچے بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ اور جتنا اونچا وہ جانا چاہیں پتھر اتنا اٹھ جاتا ہے۔ اور جتنا وہ نیچے آنا چاہیں اتنا وہ پتھر دب جاتا ہے ـــــ انکی آنکھیں اگرچہ عام انسانوں کیطرح ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں یہ خصوصیت ہوتی ہے، کہ جسطرح وہ آگے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی نگاہ پیچھے بھی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ دیتے ہیں کہ نماز میں اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ کیونکہ میں تم کو اپنی پشت کیطرف سے بھی دیکھتا ہوں[1]۔ اور اگر آخری صف میں کھڑا آدمی بھی اپنی نماز میں کچھ کوتاہی کرتا ہے۔ تو وہ نماز کے اختتام کے بعد اس کو آواز دے کر فرماتے ہیں کہ اے فلاں! اللہ سے ڈرتا نہیں؟ دیکھتا نہیں کہ کیسی نماز پڑھتا ہے۔ تم لوگوں کا خیال شاید یہ ہو گا کہ جو حرکتیں تم کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتی ہیں۔ بخدا جیسا میں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں اسیطرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں[2]۔ کبھی وہ اپنی آنکھوں کی اس خصوصیت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے "اِنِّی مَالَا تَرَوْنَ" میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ـــــ ان کے کان اگرچہ عام انسانوں کے کانوں کیطرح ہوتے ہیں، لیکن وہ کئی سالوں کے دفن کئے ہوئے مُردوں کے عذابِ قبر کو بھی سنتے ہیں[3]۔ اور بفضلِ خداوندی وہ ہوا میں اڑتے ہوئے بھی زمین پر چلنے والی ایک چیونٹی تک کی آواز کو بھی سن لیتے ہیں[4] ـــــ ان کی زبان اگرچہ عام انسانوں کی زبان کیطرح ہوتی ہے، لیکن نہ صرف وہ تلخ و شیریں کا احساس کرتی ہے بلکہ حلال و حرام کا احساس بھی اُسے ہو جاتا ہے اور اگر کبھی حرام یا ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کوئی چیز اُن کو کھلائی جائے تو انکی زبان کا ذوقِ سلیم اُس شے کے پیٹ میں جانے سے پیشتر ہی بتا دیتا ہے کہ یہ شے ناجائز طریقہ سے حاصل کی گئی ہے۔ اور وہ اس کے کھانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کے دفن سے فارغ ہو کر جب واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو اسکی بیوی کی جانب سے ایک شخص آپؐ کو بلانے کے لئے آیا۔ آپ اس کے ہمراہ ہوئے۔ کچھ صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ حسبِ دستور پہلے آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس کے بعد صحابہؓ نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانا شروع ہو گیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ آپ لقمہ تو چبا رہے ہیں۔ لیکن اسکو نگلتے نہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ گوشت کسی ایسی بکری کا ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہے۔ میت کی بیوی نے کہلا بھیجا

۱ـ رواہ البخاری   ۲ـ رواہ احمد   ۳ـ رواہ مسلم   ۴ـ القرآن: سورۃ النمل واقعہ سلیمانؑ

یارسول اللہ! واقعہ یہ ہے کہ میں نے نقیع کے بازار میں جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں ایک آدمی بھیجا تھا تاکہ وہ میرے لئے ایک بکری خرید لائے جب وہاں بکری نہ ملی تو میں نے اپنے ایک پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا تاکہ وہ اپنی بکری جس کو اس نے چند روز قبل خریدا تھا اسی قیمت پر مجھے دے دے جس قیمت پر اس نے خریدی تھی۔ اتفاقاً وہ پڑوسی نہ ملا۔ پھر میں نے اسکی بیوی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس نے مجھ کو یہ بکری بھیج دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو[1] ۔۔۔۔۔۔۔ ان کی آواز اگرچہ عام انسانوں کی آواز کیطرح ہوتی ہے۔ لیکن انکی آواز میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ دلوں کی اجڑی ہوئی بستیوں کو ایک لحہ میں آباد کر دیتی ہے! اور زمانہ کے وحشی اور بد اخلاق لوگوں کو معلم اخلاق بنا دیتی ہے۔ اور کبھی اس میں یہ خصوصیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دور و نزدیک یکساں سنائی دیتی ہے۔ بلکہ ماؤں کے رحموں میں بھی سنی جا سکتی ہے۔

ان کے منہ کا لعاب اگرچہ صورتاً عام انسانوں کے لعاب کیطرح ہوتا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ نے اس میں طرح طرح کی خصوصیات رکھی ہوتی ہیں۔ اس کے لگانے سے جسم کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں، ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جڑ جاتی ہیں، دکھتی ہوئی آنکھیں درست ہو جاتی ہیں، بیمار کی بیماری لمحوں میں چلی جاتی ہے۔ اس کا پسینہ اگرچہ دیکھنے میں عام انسانوں کے پسینے کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن اس میں بجائے بدبو کے مشک و عنبر سے بہتر خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے عطر اور خوشبو کی جگہ پر اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ جس کپڑے کو ان کا پسینہ لگ جائے اس کپڑے کو آگ بھی نہیں جلا سکتی۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دسترخوان تھا جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ پونچھا ہوا تھا۔ وہ جب میلا ہو جاتا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے۔ آگ اس دسترخوان کی میل کچیل کو جلا دیتی اور وہ سفید اور صاف ستھرا ہو جاتا ۔۔۔۔۔۔ ان کی نیند بھی اگرچہ ظاہری طور پر عام انسانوں کی نیند کی طرح ہوتی ہے، لیکن وہ جب سوتے ہیں تو ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، دل ان کا جاگتا رہتا ہے۔ چنانچہ تاجدارِ مدینہ خود فرماتے ہیں:

انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا[2] (ہم لوگ جو انبیاء ہوتے ہیں ہماری صرف آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتے۔)

وہ خواب میں بھی جو کچھ دیکھتے ہیں وہ وحی ہوتا ہے۔ اور امت اس پر عمل کی مکلف ہوتی ہے۔ نیز انکو سوتے وقت جگایا بھی نہیں جاتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان پر اس وقت وحی الٰہی ہو رہی ہو ۔۔۔۔۔۔ غرضیکہ انبیاء کی روحانیت کی بلندی نے انکی جسمانیات میں بھی ایک درجہ اختصاص پیدا کر دیا ہوتا ہے۔ زندگی کی کیفیات تو الگ ان کی وفات بھی عام انسانوں کی موت کی طرح نہیں ہوتی، بلکہ وہ اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، نماز بھی ادا فرماتے ہیں۔ اور باہر کی آواز بھی سنتے ہیں۔ △ △

---

[1] بیہقی: دلائل النبوۃ

[2] السیوطی: خصائص